يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة

الحمد لله كه درين ايام ميمنت فرجام

رساله موسومه به

التوسل بسيد الرسل

صلى الله عليه وسلم

در مطبع مجتبائى دهلى بقالب طبع در آمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

اما بعد عاجز عاصی مشتاق احمد حنفی چشتی عرض کرتا ہی کہ ایک روز حضرت کرمی
حکیم غلام رضا خان صاحب رئیس دہلی کے مکان پر چند احباب کا جلسہ تھا جس مین علاوہ
حضرت حکیم صاحب موصوف کے ہمارے مکرم خلق مجسم مولوی محمد سعید صاحب و حضرت
زبدۃ الصلحاء مولوی ہتو جان صاحب قادری دہلوی وغیرہم موجود تھے۔ بعض
مسائل مختلف فیہا کا تذکرہ شروع ہو کر مسئلہ توسل بانبیاء و اولیاء کا ذکر بھی آگیا
جسپر ایک معزز اور مکرم دوست نے بہت وثوق سے کہا کہ توسل حضرت رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ درست تھا مگر بعد وفات وہ بھی درست نہین رہا
جناب مولوی ہتو جان صاحب نے کچھ جواب دیا جو مجھے یاد نہین رہا کچھ دیر مباحثہ سا
ہوتا رہا عاجز خاموش اور حیران ہو کر سن رہا تھا کہ ان صاحب کے خیالات کب سے
بدل گئے۔ انجام کار میری جانب بھی خطاب کی نوبت پہنچی جسپر مینے عرض کیا
کہ اہل حق کے نزدیک ذات پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ ہونے مین
کسیکو شک نہین دنیا مین تشریف لانے سی پہلے بھی آپ تمام مخلوق حتی کہ انبیاء کے وسیلہ تھے اور
حالت حیات مین وسیلہ ہونیکو آپ خود مانتے ہین اور جمہور اہل حق کے نزدیک بعد وفات بھی حضور
سب کے وسیلہ ہین اور حضور کے وسیلہ سی دعا مانگنا درست اور امداد چاہنا روا ہے۔
اسپر ان صاحب نے فرمایا صحیح حدیث مین وارد ہی کہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ

نقل کیا ہی تفسیر عزیزی صفحہ ۱۸۳ - پس ان احادیث اور قصۂ قبولِ توبہ آدم علیہ السلام بوسیلہ حضور فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے معلوم ہو گیا کہ حضور سے وسیلہ پکڑنے مین حضور کی حیاتِ ظاہری کا ہونا شرط نہین -

سوال

اصحابِ ظواہر حسبِ تقلید ابن تیمیہ کہتے ہین کہ آدم علیہ السلام کے وسیلہ پکڑنیکی احادیث معتبر اور ثابت نہین

جواب

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء السقام مین فرماتے ہین کہ ابن تیمیہ کو اس اسناد کی قوت اور حاکم کی تصحیح کا حال معلوم ہوتا تو اس اسناد کو غیر ثابت نہ کہتے اور ہمارے لئے تو یہی کافی ہی کہ حاکم نے اس اسناد کی صحت کی تصریح کر دی ہے عبارت بلفظہ یہ ہے لم یقف ابن تیمیۃ علیہ بھذا الاسناد ولا بلغہ ان الحاکم صححہ ولو بلغہ ان الحاکم صححہ لما قال ذلک او لتعرض للجواب عنہ ونحن نقول قد اعتمدنا فی تصحیحہ علے الحاکم وایضاً عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم لا یبلغ فی الضعف الی الحدیث الذی ادعاہ وکیف یحل للمسلم ان یتجاسر علی منع ھذا الامر العظیم الذی لا یردہ عقل ولا شرع وقد ورد فیہ ھذا الحدیث شفاء السقام مصری صفحہ ۱۳۵ - جذب القلوب مین حضرت محدث دہلوی نے اس توسل کو ان الفاظ سے لکھا ہی موطن اول کہ توسل بروح مقدس اوست پیش از لبس خلعت جسمانیت مخصوص بجناب اوست و ہیچ یکے را از انبیا و اولیاء درین منقبت عظمیٰ با وے مشارکتے نیست -

حالتِ حیات مین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ ہونیکا اور حضور کے وسیلہ سے دعا مانگنے کا اصحابِ ظواہر کو بھی موافق انکے اقرار کے انکار نہین اور کیونکر انکار کر سکتے تھے

احادیث صحیحہ اس باب مین وارد ہین منجملہ ان کے ایک حدیث عثمان بن حنیف صحابی سے
مروی ہی کہ ایک نابینا نے حضور کی خدمت اقدس مین حاضر ہو کر عرض کیا میرے
واسطے صحت یابی یعنی آنکھون مین روشنی ہوجانیکی دعا فرما دیجیے حضور نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہی
تو دعا کردون اور اگر تو صبر کرے تو تیرے واسطے بہتر ہے اسنے عرض کیا حضور دعا ہی
فرمائیے حضور نے فرمایا اچھی طرح سے وضو کرکے یہ دعا مانگ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ
اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ
شَفِّعْهُ فِیَّ اے اللہ مین تیرے سے سوال کرتا ہون اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ
پیش کرتا ہون کیونکہ وہ نبی الرحمۃ ہین اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) مینے آپ کو خداتعالی
کی جناب مین ذریعہ پیش کیا ہی اپنی ضرورت مین تاکہ وہ میری ضرورت پوری ہو اے اللہ
حضرت رسول اللہ کی سفارش میری نسبت قبول فرما۔ یہ حدیث ترمذی نسائی بیہقی
ابن ماجہ مین موجود ہے اور حاکم نے بھی اسکو روایت کیا ہی حصن حصین صفحہ ۱۲۵۔
بعد وفات حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا اور طفیل آپ کے استمداد
چاہنا اس سے ثابت ہی کہ اسی صحابی عثمان بن حنیف نے حضور کی وفات سے عرصہ بعد
حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین حضور کا وسیلہ پکڑنے
اور حضور کے وسیلہ سے دعا مانگنی کا ایک شخص کو فتوی دیا چنانچہ معجم کبیر طبرانی مین
ہے کہ ایک شخص کو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ ضروری کام تھا جب وہ
شخص حاضر خدمت اقدس ہوتا امیر المومنین اسکی طرف کچھ توجہ نہین فرماتے تھے
اس شخص نے اپنا حال عثمان بن حنیف صحابی سے کہا انہون نے اسکو یہ حکم دیا
کہ وضو کرکے مسجد مین جا اور دو رکعتین پڑھ اور اس طرح دعا مانگ اَللّٰهُمَّ

شفاء السقام [illegible] مصری صفحہ [illegible]

اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ لِیَقْضِیَ حَاجَتِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ اس شخص نے یہی عمل کیا یعنی حضور کے وسیلہ سے دعا مانگی اور نام مبارک لیکر حضور سے استمداد چاہی پھر امیر المومنین عثمان کے دروازہ پر حاضر ہوا امیر المومنین کا دربان آیا ہاتھ پکڑ کے امیر المومنین کے پاس لیگیا امیر المومنین نے اُسکو مسند پر بٹھایا اور اُسکی حاجت اور ضرورت کو دریافت کر کے پورا کر دیا اور فرمایا اسکے سوا اور جو کچھ ضرورت ہو تبلاؤ وہ شخص خوش ہو کر چلا گیا اور عثمان بن حنیف صحابی سے ملا اور کہا جزاک اللّٰہ خیراً شاید آپ ہی نے میری سفارش امیر المومنین سے کردی ہو گی اُنہون نے کہا واللہ مینے کلام تک نہین کیا مینے تو اس سبب سے یہ عمل تمکو تبلایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نابینا کو تبلایا تھا کیونکہ اسنے حضور سے فریاد کی تھی اسوقت مینے جان لیا تھا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا تمام حاجات کو پورا کرتا ہے اور اسی کے قریب بیہقی مین ہے

سوال

اصحاب ظواہر حسب پیروی و تقلید ابن تیمیہ بہ دلیل اپنے مدعا (یعنی بعد وفات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے وسیلہ نہ پکڑنے) پر پیش کرتے ہین کہ استسقا کے وقت امیر المومنین عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ نہین بنایا بلکہ حضرت عباس کو بنایا اسکی وجہ یہی ہے کہ حضور وفات پا چکے تھے پس بعد وفات وسیلہ پکڑنا حسب عمل امیر المومنین عمرؓ درست نہین

جواب

اصحاب ظواہر نے اس قصہ استسقا سے اپنا مطلب سمجھنے مین غلطی کی ہے کیونکہ امیر المومنین نے اس قصہ استسقا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کو اللہ کریم کی جناب مین جتلایا ہے یعنی

یہ عرض کیا کہ اے اللہ کریم ہم تیری بارگاہ مین حضور کے چچا کو (جو بجائے والد کے ہین)
پیش کرتے ہین چچا کا لفظ زبان پر لائے نام نہین لیا یعنی یہ نہین کہا کہ عباس کا ذریعہ اور
وسیلہ پکڑتے ہین پس درحقیقت حضور کی قرابت جتلانا حضور ہی کا ذریعہ پیش کرنا ہی اور
اگر حضرت عباس ہی سے وسیلہ پکڑا تو اس سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
وسیلہ پکڑنے کا انکار نہین۔

شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث استسقا کے متعلق یہ فرماتے ہین کہ
حضرت عباس سے وسیلہ پکڑنے مین خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیلہ پکڑنیکا
انکار نہین چنانچہ شفاء السقام کی عبارت بلفظہ یہ ہی فان قیل لم توسل عمر بن الخطاب بالعباس و
لم یتوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم او بقبرہ قلنا لیس فی توسلہ بالعباس
انکار للتوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم او بالقبر شفاء السقام مصر صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ

دوسرا جواب یہ ہی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجمع صحابہ مین
حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے استسقا مین مدد چاہی اور حضور کا وسیلہ پکڑا
دارمی شریف مین مروی ہی کہ ایکدفعہ مدینہ منورہ مین قحط شدید پڑا لوگون نے حضرت
صدیقہ سے شکایت کی حضرت ممدوحہ نے فرمایا حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر
شریف اور آسمان کے مابین روزن کھولدو بیچ مین چھت حائل نہ رہے چنانچہ
ایسا ہی کیا خوب بارش ہوئی گھاس اُگی اونٹ موٹے تازے ہوئے چربی سے لدگئے
اس سال کا نام عام الفتق ہوگیا عبارت بلفظہ یہ ہی عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَھْلُ
الْمَدِیْنَۃِ قَحْطًا شَدِیْدًا فَشَکَوْا اِلٰی عَائِشَۃَ فَقَالَتْ فَانْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَاجْعَلُوْا مِنْہُ کُوًّا اِلَی السَّمَاءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا

حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَ سَمِنَ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ -

جذب القلوب مین حضرت شیخ المحدثین اس حدیث کے متعلق فرماتے ہین (دوامر وے رضی اللہ عنہا بکشادن دریچہ رمزے واضح است بآنکہ موجب فتح باب مطلوب دعا وسوال آنحضرت است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از درگاہ رب العالمین جل جلالہ -

تیسرا جواب یہ ہی کہ خود حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہی کے زمانہ مین یہہ قحط پڑا ایک شخص نے قبر شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر فریاد کی اور عرض کیا یا رسول اللہ اُمت کیواسطے بارش کی دُعا فرمایئے کیونکہ اُمت ہلاک ہوئی جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو خواب مین تشریف لاکر فرمایا کہ عمر کے پاس جاکر میرا سلام پہنچا اور بارش کی خبر دیدے کہ بارش ہوگی اور یہہ بھی کہدے کہ دانائی اختیار کرے اس شخص نے حاضر ہو کر خبر کردی امیر المومنین یہ سُنکر بہت روئے اور کہا اے رب مین قصور نہین کرتا مگر اس چیز مین جس سے کہ مین عاجز ہون -

اس حدیث کو بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح مالک الدار خازن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہی الفاظ بعینہ یہہ ہین عَنْ مَالِکِ الدَّارِ وَکَانَ خَازِنَ عُمَرَ قَالَ اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ اِلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا فَاَتَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ اَقْرِءْہُ السَّلَامَ وَاَخْبِرْہُ اَنَّھُمْ یُسْقَوْنَ وَقُلْ عَلَیْکَ الْکَیْسَ الْکَیْسَ فَاَتَی الرَّجُلُ عُمَرَ فَاَخْبَرَہٗ فَبَکٰی عُمَرُ قَالَ یَا رَبِّ مَا اٰلُوْ اِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْہُ

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء السقام مین فرماتے ہین کہ یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد وفات بارش کیواسطے دعا چاہی اور مدد طلب کی
حَیۡثُ قَالَ وَمَحَلُّ الۡاِسۡتِشۡهَادِ مِنۡ هٰذَا الۡاَثَرِ طَلَبُهُ الۡاِسۡتِسۡقَاءَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ
بَعۡدَ مَوۡتِهٖ فِیۡ مُدَّةِ الۡبَرۡزَخِ شفاء السقام صفحہ ۱۴۵۔

اس حدیث پر ابن تیمیہ نے اسناد کے متعلق کوئی جرح نہین کی بلکہ یہ کہکر اپنا مسلک ظاہر کر دیا
کہ اس شخص کا حضورؐ سے سوال کرنا اپنا ذاتی فعل ہے اس سے استحباب توسل لازم نہین آتا۔

اقول جب ایک شخص نے حضرت امیر المومنین عمرؓ کے سامنے حضور رحمۃ للعالمین سے استغاثہ
کیا اور فریاد کی اور حضور رحمۃ للعالمین نے فریاد رسی فرمائی اور امیر المومنین کو بشارت
کہلا بھیجی اور یہ امر مجمع صحابہ مین امیر المومنین کے علم اور مواجہہ مین ہوا پھر اُسکو نہ ماننا
زبردستی ہٹ دھرمی بیجا تعصب نہین تو اور کیا ہے اور استغاثہ حضورؐ سے بعد وفات
درست نہ ہوتا تو کیا امیر المومنین نہی عن المنکر نہ فرماتے بلکہ امیر المومنین اسکا قصہ
اور حضورؐ کا پیام نصیحت سُنکر متاثر ہوئے رونے لگے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیسرے دن بعد
ایک اعرابی آیا قبر شریف پر گر پڑا اور قبر شریف کی مٹی لیکر سر پر ڈالنے لگا اور عرض کیا
یا رسول اللہ جو کچھ آپنے فرمایا تھا ہمنے سُنا اور جو کلام الٰہی آپنے اللہ کریم سے یاد کی تھی
ہمنے آپسے یاد کی اس کلام الٰہی مین یہ آیہ بھی ہے وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ
فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا وَقَدۡ ظَلَمۡتُ
نَفۡسِیۡ وَجِئۡتُكَ تَسۡتَغۡفِرُ لِیۡ فَنُوۡدِیَ مِنَ الۡقَبۡرِ اِنَّهٗ قَدۡ غُفِرَ لَكَ۔ رواہ الحافظ ابو سعد
السمعانی عن علی رضی اللہ عنہ آیہ کے معنی یہ ہین اگر وہ اپنے نفسون پر ظلم اور گناہ کرکے تیری پاس آکر
خدا تعالیٰ سے بخشش مانگین اور رسول بھی اُنکے واسطے خدا تعالیٰ سے بخشش مانگے تو البتہ پا دین گے

اللہ کریم کو توبہ قبول کرنیوالا رحم کرنے والا۔ غرض آیہ پڑھکر جسکا ترجمہ لکھا گیا اعرابی نے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مینے گناہ کیا ہی اور حضور کے پاس اسواسطی حاضر
ہوا ہون کہ حضور میرے واسطے خدا تعالی سے مغفرت کی دُعا مانگین۔ قبر شریف سے
آواز آئی بلا شبہ تیری بخشش ہو گئی۔

محدث دہلوی جذب القلوب مین اس قصہ کو ذرا تفصیل سے تحریر فرماتے ہین اور لکھتے ہین کہ
حضور کے دفن سے تین روز بعد اعرابی کے حاضر ہونے اور یہ آیہ مرقومہ بالا پڑھکر حضور سے
وسیلہ پکڑنیکا قصہ مشہور اور ہر چہار مذہب کے علماء نے اسکو قلمبند کیا ہی حضرت شیخ کی
عبارت یہ ہی (و حکایت اعرابی کہ بعد از رحلت آنحضرت بزیارت آمد و این آیت را خواند
مشہور ست و جمیع ارباب مذاہب اربعہ کہ تصنیف مناسک حج کردہ اند این حکایت را
آوردہ و استحسان نمودہ و بسیارے از ائمہ اعلام باسانیدی کہ دارند روایت آن کردہ انتہے

تنبیہ

باوجود اس حکایت اعرابی کے مشہور ہونیکے اور علماء ہر چہار مذہب حقہ اہل سنت کے اس سے استدلال
پکڑنے کے پھر علامہ ابن تیمیہ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ ۶۸۹ مین لکھتے ہین کہ اس حکایت
سے کچھ حکم شرعی ثابت نہین ہوتا اگر اسطرح مشروع ہوتا تو صحابہ اسکو جانتے اور اسپر عمل کرتے
اور اس اعرابی کی ضرورت پورا ہونیکے اور اسباب ہو سکتے ہین جنکو ہمنے دوسری جگہ تفصیل سے
بیان کیا ہی۔ **اقول** اس روایت کے راوی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہین۔
امیر المومنین سے اورون نے روایت کیا یہانتک کہ ہر چہار مذاہب اہل سنت کے علماء نے باب
آداب زیارت قبر شریف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مین اسکو سنداً پیش کیا ہی علامہ ابن تیمیہ
اسکے خلاف ہین تو ہون وہ اہل حق سے علیحدہ ہین انکی اپنی رائے ہرگز لائق اعتبار نہین

بوجہ تعصب ولائل حقہ اہل حق سے انکار نہین کر سکتے تو انکے معنی مین توجیہ بمعنی کرتے مین
الحاصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے بعد وفات استمداد چاہنے اور وسیلہ
پکڑنے مین زمانہ صحابہ سے لیکر اتبک کسی اہل حق مستند کو اختلاف نہین ہوا چنانچہ حضرت
امام قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ مین فرماتے ہین کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے بعد وفات عالم برزخ مین وسیلہ پکڑنا بہت طرق سے ثابت ہی پھر امام ممدوح
اپنا قصہ لکھتے ہین کہ مجھے ایسی بیماری نے ستایا کہ طبیب اسکے علاج سے عاجز ہو گئے
کئی سال تک یہی حالت رہی آخر مینے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وقت
قیام مکہ کے ۸۹۳ ہجری ماہ جمادی الاولی کے ۲۸ کو فریاد کی اچانک بحالت خواب کیا
دیکھتا ہون کہ ایک شخص کے پاس کاغذ ہی جسمین لکھا ہوا ہی۔ یہ احمد بن قسطلانی کی دوا حضرت
شریفہ سے بعد اجازت نبوی بھیجی گئی ہی پھر مین بیدار ہوا تو واللہ کچھ تکلیف بھی باقی
نہین رہی عبارت بلفظہ یہ ہے واما التوسل بہ بعد موتہ فی البرزخ فھو اکثر من ان
یحصی وفی کتاب مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام للشیخ بن عبد اللہ بن النعمان طرف من ذلک
ولقد کان حصل لی داء اعیی الاطباء واقمت بہ سنین فاستغثت بہ صلی اللہ علیہ وسلم
لیلۃ الثامن والعشرین من جمادی الاولی سنۃ ثلاث وتسعین وثمان مائۃ بمکۃ
زادھا اللہ شرفا ومن علی بالعود الیھا فی عافیۃ بلا محنۃ فبینا انا نائم اذا رجل معہ
قرطاس یکتب فیہ ھذا دواء لداء احمد بن القسطلانی من الحضرۃ الشریفۃ بعد الاذن النبوی
ثم استیقظت فلم اجد بی واللہ شیئا مما کنت اجدہ شیئا وحصل لی الشفاء ببرکۃ
النبی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم انتھے غرض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے دنیا اور آخرت حالت حیات بعد وفات وسیلہ پکڑنے اور استمداد چاہنے اور استغاثہ

کسی اہل حق مستند کو اختلاف نہیں ہاں اولیاء وصلحاء کے وسیلہ پکڑنے اور ان سے استمداد چاہنے
مین اختلاف ہے اکثر فقہاء اسکو درست نہیں کہتے مگر تمام صوفیہ و بعض فقہاء درست بتلاتے ہیں
کما فی اللمعات شرح مشکوٰۃ ہین واما الاستمداد باہل القبور غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم والانبیاء
علیہم السلام فقد انکرہ کثیر من الفقہاء واثبتہ المشائخ الصوفیۃ قدس اللہ اسرارہم وبعض الفقہاء
رحمہم اللہ تعالیٰ وذلک امر مقرر عند اہل الکشف والکمال منہم لاشک فی ذلک عندہم انتہی

نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے بھی اس مسئلہ مین صوفیون کا ساتھ دیا اور
اولیاء اللہ سے وسیلہ پکڑنے کو درست لکھا ہے حیث قال وعندی انہ لا وجہ لتخصیص جواز
التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کما زعمہ الشیخ عز الدین بن عبد السلام لامرین الاول ما عرفناک
بہ من اجماع الصحابۃ رضی اللہ عنہم والثانی ان التوسل الی اللہ باہل الفضل والعلم ہو فی التحقیق
توسل باعمالہم الصالحۃ ومزایاہم الفاضلۃ اذ لا یکون الفاضل فاضلاً الا باعمالہ فاذا قال
القائل اللہم انی اتوسل الیک بالعالم الفلانی فہو باعتبار ما قام بہ من العلم وقد ثبت فی الصحیحین
وغیرہما ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکی عن الثلاثۃ الذین انطبقت علیہم الصخرۃ
ان کل واحد منہم توسل الی اللہ باعظم عمل عملہ فارتفعت الصخرۃ فلو کان التوسل بالاعمال
الفاضلۃ غیر جائز او کان شرکا کما یزعمہ المتشددون فی ہذا الباب کابن عبد السلام و
من قال بقولہ من اتباعہ لم تحصل الاجابۃ من اللہ لہم ولا سکت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم عن انکار ما فعلوہ بعد حکایتہ عنہم انتہی بقدر الضرورۃ النصیب الآخر من کتاب الدین الخالص صفحہ ۹۴
وفی ہذا کفایۃ لمن لہ درایۃ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین حرر یوم الاحد فی شہر صفر فی
سنۃ الف وثلاث مائۃ وثلاث عشرین من ہجرۃ النبی علیہ صلوات ربی حین اقامتی فی بلدۃ دہلی

تمت

سرگزشت ابن تیمیہ محررہ علامہ مفتی مولوی صدر الدین دہلوی مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابن تیمیہ کی مختصر سرگزشت جو تاریخ علامہ بکری و تاریخ نویری میں مرقوم ہے یہ ہے کہ جب اُسکی زبان درازی حد سے بڑھ گئی اور اللہ تبارک و تعالی
کی جلالی و جمالی صفات کی بیان میں اُسکی بیہودہ گوئیاں مشہور ہوگئیں تو علمای مصر نے متفق ہو کر اُس شر و فساد کی دور کرنے میں ہمت باندھی
اور بادشاہ وقت سے درخواست کی کہ اُسکو حبس کیا جاوی چنانچہ وہ مصر میں بلایا گیا اور مدرسہ کاملیہ میں ایک مجلس منعقد ہوئی یہ واقعہ
ہشتصد ہجری کا ہی جس وقت قاضی شمس الدین ابن عدلان کی نظر سے اُسکے فتوی گزرے تو اُسنے بہت سے مسائل سے انکار کیا اور قاضی القضاۃ
زین الدین مالکی کے سامنے اُسکو پیش کیا قاضی القضاۃ نے کہا کیا دلیل اثبات کی کہ یہ فتوی ابن تیمیہ ہی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں
اُسوقت بہت سی بڑی آدمیوں نے شہادت دی کہ یہ تحریر ابن تیمیہ ہی کے ہاتھ کی ہے آخر قاضی القضاۃ زین الدین نے امیر [illegible] سے
کہ وہ بھی اس تحریر کو ابن تیمیہ کے ہاتھ کی نہیں سمجھتا تھا ساری روئداد عرض کی اور ابن تیمیہ سلطانی دربار
پر طلب کیا گیا اور اُسکے معاملہ میں ایک مجلس قلعہ جبل میں منعقد ہوئی جسمین بڑے بڑے قاضی مفتی اور امرا حاضر ہوئے
قاضی شمس الدین ابن عدلان نے ابن تیمیہ پر قاضی القضاۃ زین الدین مالکی کے سامنے دعوی کیا قاضی القضاۃ نے
اُس سے جواب طلب کیا ابن تیمیہ کھڑا ہوا اور الحمد للہ کہکر چاہتا تھا کہ ایک خطبہ پڑھے اور اُسمین اپنا مافی الضمیر
سب بیان کر دے لیکن حاضرین نے اُسکو روک دیا کہ کوئی بات اپنی طرف سے نہ کہے جو اُسپر دعوی کیا گیا ہے صرف
اُسکا جواب دے ابن تیمیہ نے کہا میں کیا جواب دوں سب میرے دشمن ہیں آخر کوئی جواب شافی اس سے نہ پایا تو قاضی القضاۃ
زین الدین مالکی نے اُسکے قید کرنیکا حکم دیدیا اور وہ ایک برج میں قید کیا گیا اور سلطان کیطرف سے اسی وقت ایک فرمان
ابن تیمیہ کے بارہ میں بکمال اطراف دمشق میں جاری کیا گیا وہ فرمان عربی میں ہے اور بڑا طویل ہے اسوجہ سے جسوقت یہ فرمان سلطانی دمشق میں
پہنچا بڑی بڑی مجمعوں میں منبروں پر پڑھا گیا اور تمام گلی کوچوں میں اسکا اعلان کیا گیا ابن تیمیہ ستون قلعہ جبل میں ۷۰۷ ہجری تک مقید و محبوس رہا
لیکن اسکے بعد کسی امیر کبیر کی سفارش سے رہا ہوا اور جب اُسنے جان لیا کہ مخالفت جمہور بن نہیں پڑتی تو اہل حق کے خلاف جو عقائد
رکھتا تھا اُس سے رجوع کی اور دربار مصر کے اعیان علماء کو روبرو اقرار کیا کہ میں اشعری ہوں اور امام اشعری کی کتاب کو سر پر رکھتا اور قاہرہ
میں ابن شعیر کے گھر میں اقامت پذیر ہوا اور چند مدت اسی طرح بیچ پر رہا لیکن پھر اہل حق کے خلاف ہو گیا چنانچہ مشائخ عظام اور صوفیہ کرام

مع شیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ سکندری کے نائب السلطنت کی مجلس میں حاضر ہوئے اور فریاد کی کہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے ایذا دی ہے اور مشائخ عظام کے
حق میں دل آزار گفتگو کرتا ہے یہانتک کہ حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید الکونین رسول الثقلین کے توسل کے باب میں وہ باتیں ظاہر کرتا ہے
جو علماء امت کے متفق علیہ عقیدے کے خلاف ہیں چنانچہ قاضی بدر الدین ابن جماعہ کے اجلاس میں طلب کیا گیا اور اُسکے اعتقاد کے
بارے میں اُسکے اوپر دعویٰ پیش ہوا شیخ شرف الدین ابن جماعہ بونی اور شیخ علاء الدین قونوی نے شہادت دی اور دوبارہ قیدخانے میں ڈالا گیا
پھر خبر پہنچی کہ قیدخانے میں بھی اُسکے پاس کچھ لوگ پہنچتے ہیں اور وہ اُنکو پند و وعظ سناتا ہے اور اثناء وعظ میں ہی اپنی پہلی
باتیں بیان کرتا ہے آخر اُسکو شہر اسکندریہ کی طرف بھیج دیا گیا اور وہاں اُسوقت تک قید میں رہا کہ دولت ناصریہ تیسری دفعہ جو ملی
اور سلطان کے سامنے بھی اُسکے عقائد کا چرچا رہا یہانتک کہ اُسکے حاضر ہونیکا حکم صادر ہوا اور قاضی مفتی عالم سب جمع ہوئے قاضی
القضاۃ زین الدین نے حکم دیا کہ ابن تیمیہ جو کچھ پہلے کہہ چکا ہے اُس سے توبہ کرے اور پھر اسکا اعادہ نہ کرے چنانچہ اُسنے توبہ کی اور مجلس ختم
ہوئی اور ابن تیمیہ نے قاہرہ میں سکونت اختیار کی اور پھر ملک شام میں چلا آیا اور وہاں بھی اُسکو واقعات مبنی بر فتنہ و فساد اتفاق ہوئے اور مشہور
کتب تاریخ میں مذکور ہیں صاحب کتاب اتحاف کا قول ہے کہ جو کچھ اُسکے اوپر بیتی حضرت سرور عالم رفیع الشان کی شان میں بے ادبی
کرنے اور اُنپر حملہ کرنیکی وجہ سے بیتی۔ ابو محمد عبداللہ یافعی نے بھی اپنی تاریخ مرآۃ الجنان میں جو مشہور و معروف ہے ۷۰۵ ہجری کے واقعات
میں ابن تیمیہ کے عقیدے کا پیدا ہونا اسکے لئے مجلسوں کا منعقد ہونا اُسکا قیدخانے میں بھیجا جانا اُسکے سوء عقیدہ کا حال اور دمشق میں
سلطان نے منادی کی کیفیت وغیرہ مفصل لکھی ہے اور اُس واقعہ کے آخر میں لکھتے ہیں کہ اُسکے بعد دمشق میں منادی کر دی گئی تھی کہ جو شخص
ابن تیمیہ کے عقیدے پر ہوگا اسکا مال اور خون ہدر

لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابن تیمیہ کے کسی پیرو سے ظرافت کے طور پر کہا کہ
اگر سید کائنات ہادی طریق نجات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جانا معصیت اور حرام ہے تو خدا جانے قیامت کے دن ملائکہ کا کیا درجہ ہوگا
کہ ستر ہزار کی تعداد سے ہر روز بہ راہ دور دراز زیارت کے واسطے حضرت کی قبر مقدس مطہر پر آکر مزار پر انوار کو گھیر لیتے ہیں جیسا کہ حدیث
شریف میں ابن وہب سے مروی ہے اُسنے جواب دیا کہ ملائکہ کیلئے عذاب نہیں ہے اُسنے کہا جب آسمان سے اوتر کر دنیا میں مرتکب معصیت ہوتے ہیں تو
عذاب کیوں نہیں وہ بولا کہ ملائکہ خدا کے حکم سے آتے ہیں اُس شخص نے کہا تو افراد بشر اُسکے رسول کے حکم سے جاتے ہیں اور رسول کی اطاعت
خدا کی اطاعت ہے۔ یہ سنکر ابن تیمیہ کا وہ پیرو مبہوت ہو گیا اور پھر کچھ جواب نہ دے سکا۔ انتہیٰ مختصراً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد عاجز عاصی مشتاق احمد حنفی چشتی عرض کرتا ہی کہ ایک روز حضرت مکرمی حکیم غلام رضا خان صاحب رئیس دہلی کے مکان پر چند احباب کا جلسہ تھا جس مین علاوہ حضرت حکیم صاحب موصوف کے ہمارے مکرم خلق مجسم مولوی محمد سعید صاحب و حضرت زبدۃ الصلحاء مولوی اہتو جان صاحب قادری دہلوی وغیرہم موجود تھے۔ بعض مسائل مختلف فیہا کا تذکرہ شروع ہو کر مسئلہ توسل بانبیاء و اولیاء کا ذکر بھی آگیا جسپر ایک معزز اور مکرم دوست نے بہت وثوق سے کہا کہ توسل حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ درست تھا مگر بعد وفات وہ بھی درست نہین رہا جناب مولوی اہتو جان صاحب نے کچھ جواب دیا جو مجھے یاد نہین رہا کچھ دیر مباحثہ سا ہوتا رہا عاجز خاموش اور حیران ہو کر سُن رہا تھا کہ ان صاحب کے خیالات کب سے بدل گئے۔ انجام کار میری جانب بھی خطاب کی نوبت پہنچی جسپر مینے عرض کیا کہ اہل حق کے نزدیک ذات پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وسیلہ ہونے مین کسیکو شک نہین دُنیا مین تشریف لانے سے پہلے بھی آپ تمام مخلوق حتی کہ انبیاء کے وسیلہ تھے اور حالت حیات مین وسیلہ ہونیکو آپ خود مانتے ہین اور جمہور اہل حق کے نزدیک بعد وفات بھی حضور سبکے وسیلہ ہین اور حضور کے وسیلہ سے دُعا مانگنا درست اور امداد چاہنا روا ہے۔

اسپر اُن صاحب نے فرمایا صحیح حدیث مین وارد ہی کہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ

کے زمانہ مین قحط پڑا حضرت ممدوح استسقا کیواسطے نکلے اس موقع پر حضرت ممدوح نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقا مین وسیلہ نہین پکڑا آنحضرت عباس کو وسیلہ
اجابتِ دعا بنایا حیث قال اَللّٰهُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ بِنَبِیِّكَ وَنَحْنُ الْاٰنَ
نَتَوَسَّلُ بِعَمِّ نَبِیِّكَ اس سے معلوم ہوا کہ جو زندہ موجود نہ ہون اُن سے وسیلہ
پکڑنا درست نہین ہے - مینے عرض کیا کہ اس حدیث مین حضرت امیرالمومنین عمر
نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کو جتلا کر وسیلہ پکڑا ہے حضرت عباس
کا نام نہین لیا بلکہ عم نبی کے کلمہ سے عرض کیا اور اس طرح سے عرض کرنا درحقیقت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے وسیلہ پکڑنا ہے -
میری اس گذارش کی تائید جناب حکیم غلام رضاخان صاحب نے بہت اچھے
الفاظ مین فرمائی ان صاحب نے فرمایا قاضی شوکانی نے ایسا ہی لکھا ہے - مینے کہا
قاضی شوکانی ابن تیمیہ کے اکثر مسائل مین مقلد ہین اور اہلِ حق کو ابن تیمیہ قاضی
شوکانی وغیرہ سے جو اصحاب ظواہر ہین کئی مسئلون مین اختلاف ہے اہلِ حق
کے نزدیک یہ حضرات مستند نہین ہین یہانتک اس جلسۂ احباب مین دوستانہ
باہمی گفتگو ہوئی اب مکرمی عمدۂ مشائخ زمان برگزیدہ حضرت رحمان جناب شاہ
عبدالصمد صاحب چشتی نظامی فخری دام برکاتہم نے فرمایا کہ بالضرور اس مسئلہ
توسل کو ذرا تفصیل سے لکھدو تاکہ اہلِ حق کے دلون کو اطمینان ہو اور حضرت
رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی تعظیم ومحبت کماحقہ عام اہل اسلام
پیروان اہل حق کی طبیعتون مین جاگزین ہو جائے - **فاقول** دنیا مین تشریف
لانے سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا احادیث سے ثابت ہے

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر دُرِ منثور میں بحوالہ طبرانی و حاکم و ابونعیم
و بیہقی حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لَمَّا اَذْنَبَ اٰدَمُ الذَّنْبَ الَّذِیْ اَذْنَبَہٗ
رَفَعَ رَاْسَہٗ فَقَالَ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ غَفَرْتَ لِیْ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ
وَمَنْ مُحَمَّدٌ فَقَالَ تَبَارَکَ اسْمُکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ رَفَعْتُ رَاْسِیْ اِلٰی عَرْشِکَ
فَاِذَا فِیْہِ مَکْتُوْبٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ اَنَّہٗ لَیْسَ
اَحَدٌ اَعْظَمَ عِنْدَکَ قَدْرًا مِمَّنْ جَعَلْتَ اِسْمَہٗ مَعَ اِسْمِکَ فَاَوْحَی اللّٰہُ
اِلَیْہِ یَا اٰدَمُ اِنَّہٗ اٰخِرُ النَّبِیِّیْنَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ وَلَوْلَا ھُوَ مَا خَلَقْتُکَ تفسیر در منثور جلد ا صفحہ

فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام سے گناہ سرزد
ہوا اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھا کر عرض کیا ای خدا میں حضرت محمد کا وسیلہ پکڑتا ہوں
تو میرا گناہ معاف کردے اللہ کریم نے پوچھا محمد کون ہیں حضرت آدم نے عرض کیا
جب تو نے مجھے پیدا کیا مینے عرش کیطرف سر اُٹھا کر دیکھا تو یہ لکھا ہوا تھا لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مینے جان لیا کہ جسکا نام تو نے اپنے نام کے برابر
لکھا ہے ان سے زیادہ اور کسی کی عزت تیرے نزدیک نہیں ہوگی اللہ کریم نے فرمایا
اے آدم محمد تمہاری اولاد میں خاتم انبیاء ہونگے اگر انکو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو تمہیں
پیدا نہ کرتا ان چار کتب احادیث کے سوا ابن المنذر اور دیلمی وغیرہما نے مختلف
الفاظ سے اس حدیث کو روایت کیا ہی ہر ایک میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
کو حضرت آدم علیہ السلام سے معافی قصور کا وسیلہ ٹھیرایا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر عزیزی میں اس حدیث کو تو مرتبہ بالا

کو

نقل کیا ہی تفسیر عزیزی صفحہ ۱۸۳ - پس ان احادیث او قصۂ قبولِ توبہ آدم علیہ السلام بوسیلۂ حضور فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہو گیا کہ حضور سے وسیلہ پکڑنے مین حضور کی حیاتِ ظاہری کا ہونا شرط نہین -

سوال

اصحابِ ظواہر حسبِ تقلیدِ ابن تیمیہ کہتے ہین کہ آدم علیہ السلام کے وسیلہ پکڑنیکی احادیث معتبر او ثابت نہین

جواب

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء السقام مین فرماتے ہین کہ ابن تیمیہ کو اس اسناد کی قوت اور حاکم کی تصحیح کا حال معلوم ہوتا تو اس اسناد کو غیر ثابت نہ کہتے اور ہمارے لئے تو یہی کافی ہی کہ حاکم نے اس اسناد کی صحت کی تصریح کر دی ہے عبارت بلفظہٖ یہ ہے لم یقف ابن تیمیۃ علیہ بھذا الاسناد ولا بلغہ ان الحاکم صححہ ولو بلغہ ان الحاکم صححہ لما قال ذلک او لتعرض للجواب عنہ ونحن نقول قد اعتمدنا فی تصحیحہ علی الحاکم وایضاً عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم لا یبلغ فی الضعف الی الحدیث الذی ادعاہ وکیف یحل للمسلم ان یتجاسر علی منع ھذا الامر العظیم الذی لا یردہ عقل ولا شرع وقد ورد فیہ ھذا الحدیث شفاء السقام مصری صفحہ ۱۳۵ - جذب القلوب مین حضرت محدث دہلوی نے اس توسل کو ان الفاظ سے لکھا ہی موطن اول کہ توسل بروح مقدس اوست پیش از لبس خلعت جسمانیت مخصوص بجناب اوست و ہیچ یکے را از انبیا و اولیاء درین منقبت عظمیٰ باوے مشارکتے نیست -

حالتِ حیات مین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ ہونیکا اور حضور کے وسیلہ سے دعا مانگنے کا اصحابِ ظواہر کو بھی موافق انکے اقرار کے انکار نہین اور کیونکر انکار کر سکتے تھے

احادیث صحیحہ اس باب مین وارد ہین منجملہ ان کے ایک حدیث عثمان بن حنیف صحابی سے
مروی ہی کہ ایک نابینا نے حضور کی خدمت اقدس مین حاضر ہوکر عرض کیا میرے
واسطے صحت یابی یعنی آنکھون مین روشنی ہوجانیکی دُعا فرما دیجیے حضور نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہی
تو دُعا کردون اور اگر تو صبر کرے تو تیرے واسطے بہتر ہے اسنے عرض کیا حضور دُعا ہی
فرمائیے حضور نے فرمایا اچھی طرح سے وضو کرکے یہ دُعا مانگ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ
اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی لِتُقْضٰی لِی اَللّٰھُمَّ
شَفِّعْہُ فِیَّ اے اللہ مین تیرے سے سوال کرتا ہون اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ
پیش کرتا ہون کیونکہ وہ نبی الرحمۃ ہین اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) مینے آپ کو خدا تعالی
کی جناب مین ذریعہ پیش کیا ہی اپنی ضرورت مین تاکہ وہ میری ضرورت پوری ہو اے اللہ
حضرت رسول اللہ کی سفارش میری نسبت قبول فرما۔ یہ حدیث ترمذی نسائی بیہقی
ابن ماجہ مین موجود ہے اور حاکم نے بھی اسکو روایت کیا ہی حصن حصین صفحہ ۱۲۵۔
بعد وفات حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا اور طفیل آپ کے استمداد
چاہنا اس سے ثابت ہی کہ اسی صحابی عثمان بن حنیف نے حضور کی وفات سے عرصہ بعد
حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین حضور کا وسیلہ پکڑنے
اور حضور کے وسیلہ سے دُعا مانگنی کا ایک شخص کو فتوی دیا چنانچہ معجم کبیر طبرانی مین
ہے کہ ایک شخص کو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ ضروری کام تھا جب وہ
شخص حاضر خدمت اقدس ہوتا امیر المومنین اسکی طرف کچھ توجہ نہین فرماتے تھے
اس شخص نے اپنا حال عثمان بن حنیف صحابی سے کہا اُنہون نے اسکو یہ حکم دیا
کہ وضو کرکے مسجد مین جا اور دو رکعتین پڑھ اور اس طرح دُعا مانگ اَللّٰھُمَّ

شفاء السقام مصری صفحہ ۱۲۵ ۱۲

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ لِیَقْضِیَ حَاجَتِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ اس شخص نے یہی عمل کیا یعنی حضور کے وسیلہ سے دُعا مانگی اور نام مبارک لیکر حضور سے استمداد چاہی پھر امیر المومنین عثمان کے دروازہ پر حاضر ہوا امیر المومنین کا دربان آیا ہاتھ پکڑ کے امیر المومنین کے پاس لیگیا امیر المومنین نے اُسکو مسند پر بٹھایا اور اُسکی حاجت اور ضرورت کو دریافت کرکے پُورا کر دیا اور فرمایا اسکے سوا اور جو کچھ ضرورت ہو بتلا وہ شخص خوش ہو کر چلا گیا اور عثمان بن حنیف صحابی سے ملا اور کہا جزاک اللہ خیرا شاید آپ ہی نے میری سفارش امیر المومنین سے کردی ہوگی اُنہون نے کہا واللہ مینے کلام تک نہین کیا مینے تو اس سبب سے یہ عمل تمکو بتلایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نابینا کو تبلایا تھا کیونکہ اسنے حضور سے فریاد کی تھی اسوقت مینے جان لیا تھا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا تمام حاجات کو پُورا کرتا ہے اور اسی کے قریب بیہقی مین ہے

سوال

اصحاب ظواہر حسب پیروی و تقلید ابن تیمیہ یہ دلیل اپنے مدعا (یعنی بعد وفات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے وسیلہ نہ پکڑنے) پر پیش کرتے ہین کہ استسقا کے وقت امیر المومنین عمر رضی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ نہین بنایا بلکہ حضرت عباس کو بنایا اسکی وجہ یہی ہے کہ حضور وفات پاچکے تھے پس بعد وفات وسیلہ پکڑنا حسب عمل امیر المومنین عمر درست نہیں

جواب

اصحاب ظواہر نے اس قصہ استسقا سے اپنا مطلب سمجھنے مین غلطی کی ہے کیونکہ امیر المومنین نے اس قصہ استسقا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کو اللہ کریم کی جناب مین جتلایا ہے یعنی

یہ عرض کیا کہ اے اللہ کریم ہم تیری بارگاہ مین حضور کے چچا کو (جو بجاے والد کے ہین) پیش کرتے ہین چچا کا لفظ زبان پر لائے نام نہین لیا یعنی یہ نہین کہا کہ عباس کا ذریعہ اور وسیلہ پکڑتے ہین پس درحقیقت حضور کی قرابت جتلانا حضور ہی کا ذریعہ پیش کرنا ہی اور اگر حضرت عباس ہی سے وسیلہ پکڑا تو اس سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وسیلہ پکڑنے کا انکار نہین۔

شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث استسقا کے متعلق یہ فرماتے ہین کہ حضرت عباس سے وسیلہ پکڑنے مین خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیلہ پکڑنیکا انکار نہین چنانچہ شفاء السقام کی عبارت بلفظہ یہ ہی فان قیل لم توسل عمر بن الخطاب بالعباس و لم یتوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم او بقبرہ قلنا لیس فی توسلہ بالعباس انکار للتوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم او بالقبر شفاء السقام مصری صفحہ ۱۳۳

دوسرا جواب یہ ہی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے مجمع صحابہ مین حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے استسقا مین مدد چاہی اور حضور کا وسیلہ پکڑا دارمی شریف مین مروی ہی کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ مین قحط شدید پڑا لوگون نے حضرت صدیقہ سے شکایت کی حضرت ممدوحہ نے فرمایا حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف اور آسمان کے مابین روزن کھولدو بیچ مین چھت حائل نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا خوب بارش ہوئی گھاس اگی اونٹ موٹے تازے ہوئے چربی سے لدگئے اس سال کا نام عام الفتق ہوگیا عبارت بلفظہ یہ ہی عَنْ اَبِی الجَوزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَھْلُ المَدِینَۃِ قَحْطًا شَدِیدًا فَشَکَوا اِلٰی عَائِشَۃَ فَقَالَتْ فَانْظُرُوا قَبْرَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاجْعَلُوا مِنْہُ کُوًّا اِلَی السَّمَاءِ حَتّٰی لَا یَکُونَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوا فَمُطِرُوا

حتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَ الْاِبِلُ حتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ -

جذب القلوب مین حضرت شیخ المحدثین اس حدیث کے متعلق فرماتے ہین (وام روے رضی اللہ عنہا بکشادن دریچہ رمزے واضح است بآنکہ موجب فتح باب مطلوب عاوسوال آنحضرت است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از درگاہ رب العالمین جل جلالہ -

تیسرا جواب یہ ہے کہ خود حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہی کے زمانہ مین پھر قحط پڑا ایک شخص نے قبر شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر فریاد کی اور عرض کیا یا رسول اللہ اُمت کیواسطے بارش کی دُعا فرمایئے کیونکہ اُمت ہلاک ہوئی جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو خواب مین تشریف لاکر فرمایا کہ عمر کے پاس جاکر میرا سلام پہنچا اور بارش کی خبر دیدے کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہدے کہ دانائی اختیار کرے اس شخص نے حاضر ہوکر خبر کردی امیر المومنین یہ سُنکر بہت روئے اور کہا اے رب مین قصور نہین کرتا مگر اس چیز مین جس سے کہ مین عاجز ہون -

اس حدیث کو بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح مالک الدار خازن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے الفاظ بعینہ یہ ہین عَنْ مَالِكِ الدَّارِ وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ قَالَ اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ اِلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا فَاَتَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ اَقْرِئْهُ السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُ اَنَّهُمْ یُسْقَوْنَ وَقُلْ عَلَیْكَ الْكَیْسَ الْكَیْسَ فَاَتَی الرَّجُلُ عُمَرَ فَاَخْبَرَہٗ فَبَكٰی عُمَرُ قَالَ یَا رَبِّ مَا اٰلُوْ اِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء السقام مین فرماتے ہین کہ یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد وفات بارش کیواسطے دُعا چاہی اور مدد طلب کی

حَیْثُ قَالَ فَمَحَلُّ الْاِسْتِشْهَادِ مِنْ هٰذَا الْاَثَرِ طَلَبُهُ الْاِسْتِسْقَاءَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بَعْدَ مَوْتِهٖ فِیْ مُدَّةِ الْبَرْزَخِ شفاء السقام صفحہ ۱۴۵ -

اس حدیث پر ابن تیمیہ نے اسناد کے متعلق کوئی جرح نہیں کی بلکہ یہ کہکر اپنا مسلک ظاہر کر دیا

کہ اس شخص کا حضور سے سوال کرنا اپنا ذاتی فعل ہے اس سے استحباب توسل لازم نہیں آتا -

اقول جب ایک شخص نے حضرت امیر المومنین عمر کے سامنے حضور رحمۃ للعالمین سے استغاثہ

کیا اور فریاد کی اور حضور رحمۃ للعالمین نے فریاد رسی فرمائی اور امیر المومنین کو بشارت

کہلا بھیجی اور یہ امر مجمع صحابہ میں امیر المومنین کے علم اور مواجہہ میں ہوا پھر اسکو نہ ماننا

زبردستی ہٹ دھرمی بیجا تعصب نہیں تو اور کیا ہے اور استغاثہ حضور سے بعد وفات

درست نہ ہوتا تو کیا امیر المومنین نہی عن المنکر نہ فرماتے بلکہ امیر المومنین اسکا قصہ

اور حضور کا پیام نصیحت سُنکر متاثر ہوئے رونے لگے -

چوتھا جواب یہ ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیسرے دن بعد

ایک اعرابی آیا قبر شریف پر گر پڑا اور قبر شریف کی مٹی لیکر سر پر ڈالنے لگا اور عرض کیا

یا رسول اللہ جو کچھ آپنے فرمایا تھا ہمنے سُنا اور جو کلام الٰہی آپنے اللہ کریم سے یاد کی تھی

ہمنے آپسے یاد کی اس کلام الٰہی میں یہ آیہ بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَقَدْ ظَلَمْتُ

نَفْسِیْ وَجِئْتُكَ تَسْتَغْفِرُ لِیْ فَنُوْدِیَ مِنَ الْقَبْرِ اِنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ - رواہ الحافظ ابو سعد

السمعانی عن علی رضی اللہ عنہ آیہ کے معنی یہ ہیں اگر وہ اپنے نفسوں پر ظلم اور گناہ کر کے تیری پاس آئیں

خدا تعالیٰ سے بخشش مانگیں اور رسول بھی اُنکے واسطے خدا تعالیٰ سے بخشش مانگے تو البتہ پا دینگے

اللہ کریم کو توبہ قبول کرنیوالا رحم کرنے والا- غرض آیہ پڑھکر جبکا ترجمہ لکھا گیا اعرابی نے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مینے گناہ کیا ہی اور حضور کے پاس اسواسطے حاضر
ہوا ہون کہ حضور میرے واسطے خدا تعالی سے مغفرت کی دعا مانگین - قبر شریف سے
آواز آئی بلا شبہ تیری بخشش ہو گئی -

محدث دہلوی جذب القلوب مین اس قصہ کو ذرا تفصیل سے تحریر فرماتے ہین اور لکھتے ہین کہ
حضور کے دفن سے تین روز بعد اعرابی کے حاضر ہونے اور یہ آیہ مرقومہ بالا پڑھکر حضور سے
وسیلہ پکڑنیکا قصہ مشہور اور ہر چہار مذہب کے علماء نے اسکو قلمبند کیا ہی حضرت شیخ کی
عبارت یہ ہی (وحکایت اعرابی کہ بعد از رحلت آنحضرت بزیارت آمد واین آیت را خواند
مشہور است وجمیع ارباب مذاہب اربعہ کہ تصنیف مناسک حج کردہ اند این حکایت را
آوردہ واستحسان نمودہ وبسیارے از ائمہ اعلام باسانیدی کہ دارند روایت آن کردہ انتہی

تنبیہ

باوجود اس حکایت اعرابی کے مشہور ہونیکے اور علماء ہر چہار مذاہب حقہ اہل سنت کے اس سے استدلال
پکڑنے کے پھر علامہ ابن تیمیہ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ ۶۸۹ مین لکھتے ہین کہ اس حکایت
سے کچھ حکم شرعی ثابت نہین ہوتا اگر اسطرح مشروع ہوتا تو صحابہ اسکو جانتے اور اسپر عمل کرتے
اور اس اعرابی کی ضرورت پورا ہونیکے اور اسباب ہو سکتے ہین جنکو ہمنے دوسری جگہ تفصیل سے
بیان کیا ہی- **اقول** اس روایت کے راوی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہین-
امیر المومنین سے اورون نے روایت کیا یہانتک کہ ہر چہار مذاہب اہل سنت کے علماء نے باب
آداب زیارت قبر شریف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مین اسکو سنداً پیش کیا ہی علامہ ابن تیمیہ
اسکے خلاف ہین تو ہون وہ اہل حق سے علیحدہ ہین انکی اپنی رائے ہرگز لائق اعتبار نہین

بوجہ تعصب والا بل حقہ اہل حق سے انکار نہین کر سکتے تو انکے معنی مین توجیہ بمعنی کرتے ہین الحاصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے بعد وفات استمداد چاہنے اور وسیلہ پکڑنے مین زمانہ صحابہ سے لیکر ابتک کسی اہل حق مستند کو اختلاف نہین ہوا چنانچہ حضرت امام قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ مین فرماتے ہین کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعد وفات عالم برزخ مین وسیلہ پکڑنا بہت طرق سے ثابت ہی پھر امام ممدوح اپنا قصہ لکھتے ہین کہ مجھے ایسی بیماری نے ستایا تھا کہ طبیب اسکے علاج سے عاجز ہو گئے کئی سال تک یہی حالت رہی آخر مینے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وقت قیام مکہ کے ۸۹۳ھ ہجری ماہ جمادی الاولی کے ۲۸ کو فریاد کی اچانک بحالت خواب کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص کے پاس کاغذ ہی جسمین لکھا ہوا ہی۔ یہ احمد بن قسطلانی کی دوا حضرت شریفہ سے بعد اجازت نبوی بھیجی گئی ہی پھر مین بیدار ہوا تو واللہ کچھ تکلیف بھی باقی نہین رہی عبارت بلفظہ یہ ہے واما التوسل بہ بعد موتہ فی البرزخ فہو اکثر من ان یحصے وفی کتاب مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام للشیخ بن عبد اللہ بن النعمان طرق من ذالک ولقد کان حصل لی داء اعیی الاطباء واقمت بہ سنین فاستغثت بہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الثامن والعشرین من جمادی الاولی سنۃ ثلاث وتسعین وثمان مائۃ بمکۃ زادہا اللہ شرفا ومن علی بالعود الیہا فی عافیۃ بلا محنۃ فبینا انا نائم اذا رجل معہ قرطاس یکتب فیہ ہذا دواء لداء احمد بن القسطلانی من الحضرۃ الشریفۃ بعد الاذن النبوی ثم استیقظت فلم اجد بی واللہ شیئا مما کنت اجدہ شیئا وحصل لی الشفاء ببرکۃ النبی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی غرض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دنیا اور آخرت حالت حیات بعد وفات وسیلہ پکڑنے اور استمداد چاہنے اور استغاثہ کرنے مین

کسی اہل حق مستند کو اختلاف نہین ہان اولیاء و صلحاء کے وسیلہ پکڑنے اور ان سے استمداد چاہنے
مین اختلاف ہے اکثر فقہاء اسکو درست نہین کہتے مگر تمام صوفیہ و بعض فقہاء درست بتلاتے ہین
کما فی لمعات شرح مشکوۃ مین واما الاستمداد باهل القبور غیر النبی صلی الله علیه وسلم والانبیاء
علیهم السلام فقد انکره کثیر من الفقهاء واثبته المشائخ الصوفیة قدس الله اسرارهم وبعض الفقهاء
رحمهم الله تعالی وذلک امر مقرر عند اهل الکشف والکمال منهم ولا شک فی ذلک عندهم انتهی

نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے بھی اس مسئلہ مین صوفیون کا ساتھ دیا اور
اولیاء اللہ سے وسیلہ پکڑنے کو درست لکھا ہے حیث قال وعندی انه لا وجه لتخصیص جواز
التوسل بالنبی صلی الله علیه وسلم کما زعمه الشیخ عز الدین بن عبد السلام لامرین الاول ما عرفناک
به من اجماع الصحابة رضی الله عنهم والثانی ان التوسل الی الله باهل الفضل والعلم هو فی التحقیق
توسل باعمالهم الصالحة ومزایاهم الفاضلة اذ لا یکون الفاضل فاضلا الا باعماله فاذا قال
القائل اللهم انی اتوسل الیک بالعالم الفلانی فهو باعتبار ما قام به من العلم وقد ثبت فی الصحیحین
وغیرهما ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم حکی عن الثلاثة الذین انطبقت علیهم الصخرة
ان کل واحد منهم توسل الی الله باعظم عمل عمله فارتفعت الصخرة فلو کان التوسل بالاعمال
الفاضلة غیر جائز او کان شرکا کما یزعمه المتشددون فی هذا الباب کابن عبد السلام و
من قال بقوله من اتباعه لم تحصل الاجابة من الله لهم ولا سکت النبی صلی الله علیه وآله
وسلم عن انکار ما فعلوه بعد حکایته عنهم انتهی بقدر الضرورة النصیب الآخر من کتاب الدین الخالص صفحہ
وفی هذا کفایة لمن له درایة واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین حرر یوم الاحد فی شهر صفر فی
سنة الف وثلاث مائة وثلاث عشرین من هجرة النبی علیه صلوات ربی حین اقامتی فی بلدة دهلی

تمت